تقریر بابت ایمان
وقت 5-7 منٹ

❁❁❁ تقریر ❁❁❁

ایمان کی ستّر شاخوں میں سے کچھ کا تذکرہ

(تقریر نمبر 16)

ایمان مجھ کو دے دے عرفان مجھ کو دے دے
قربان جاؤں تیرے قرآن مجھ کو دے دے
ہوجائیں جس سے ڈھیلی سب فلسفہ کی چُولیں
میرے حکیم ایسا برہان مجھ کو دے دے

(کلام محمود)

معزز سامعین! آج ایمان کی ستّر شاخوں میں سے چند کا ذکر کروں گا جن میں طلبِ علم، علم کی نشر واشاعت اور لوگوں کو اس کی تعلیم دینا۔ غیر ضروری (لایعنی) چیزوں سے زبان کی حفاظت کرنا شامل ہیں۔

طلبِ علم یعنی علم حاصل کرنا

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَقُلۡ رَّبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا (طٰہٰ:115)

ترجمہ: یہ کہا کر کہ اے میرے ربّ! مجھے علم میں بڑھادے۔

حصولِ علم اور اضافہ علم کے لیے یہ دُعا اتنی جامع دُعا ہے کہ اس کو نہ صرف طالب علموں کو بلکہ ہر ایک کو پڑھتے رہنا چاہئے۔ علم ہر عمر میں حاصل کیا جاسکتا ہے۔ علم کو مہد یعنی پنگھوڑے سے لے کر لحد یعنی قبر تک تعلیم حاصل کرنے کی تلقین بھی ملتی ہے۔ ابن ماجہ کی ایک حدیث میں آتا ہے کہ

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ

یعنی ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ علم حاصل کرے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ ثبیر پہاڑ کے دامن میں کھڑے ہو کر بارگاہِ الٰہی میں یہ عرض کر رہے تھے کہ اے مولیٰ! مَیں تجھ سے وہی دُعا مانگتا ہوں جو میرے بھائی موسیٰ نے مانگی۔

(ادعیۃ القرآن از خزینۃ الدُعا صفحہ 18)

اِس کے علاوہ جب بھی کوئی تعلیمی کام شروع کریں، کسی کو تبلیغ کرنی ہو، کوئی بات سمجھانی ہو تو سورۃ طٰہٰ کی آیت 26 تا 29 بھی پڑھنی چاہیے جو کہ یہ ہے

رَبِّ اشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ۔ وَیَسِّرۡ لِیۡۤ اَمۡرِیۡ۔ وَاحۡلُلۡ عُقۡدَۃً مِّنۡ لِّسَانِیۡ یَفۡقَہُوۡا قَوۡلِیۡ۔

اے میرے ربّ! میرا سینہ کھول دے اور جو مجھ پر فرض ڈالا گیا ہے اس کو پورا کرنا میرے لیے آسان کر دے اور اگر میری زبان میں کوئی گرہ ہو تو اُسے بھی کھول دے۔ (حتّٰی کہ) لوگ میری بات کو آسانی سے سمجھنے لگیں۔

ہم میں سے جو بھی علم میں اضافہ اور انشراح صدر کی دُعا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس میں بے انتہا برکت بھی رکھ دے گا۔ ہمارے رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دُعا ترمذی کتاب الدعوات میں ملتی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے اللہ! مجھے جو علم تُو نے سکھایا ہے اُس کے ذریعہ مجھے نفع دے اور مجھے ایسا علم دے جو مجھے نفع پہنچائے اور زِدْنِیْ عِلْمًا یعنی مجھے علم میں بڑھاتا رہ۔ اس زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”علم و حکمت ایسا خزانہ ہے جو تمام دولتوں سے اشرف ہے۔ دنیا کی تمام دولتوں کو فنا ہے لیکن علم و حکمت کو فنا نہیں۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 161)

الغرض حصول وطلب علم کے لیے جہاں ہمیں اُطْلُبُوْا الْعِلْمَ وَلَوْ فِی الصِّیْنِ کو مدِّ نظر رکھ کر ہمت و کوشش کرنی چاہیے وہاں دینی علم کے لیے بھی سعی کریں۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے ایک ایک حدیث کی خاطر ہزاروں میل کا سفر طے کیا، دعائیں بھی کیں اور اللہ سے مدد بھی چاہی جس کی وجہ سے آج ایک ایسا خزانہ ہمارے پاس اور ہماری نسلوں کے لیے چھوڑ گئے ہیں جو رہتی دنیا تک مفید ثابت ہوگا۔ قرآن کا مطالعہ بھی ضروری ہے۔ احادیث اور فقہ کی کتب کا مطالعہ بھی مفید ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب، خلفاء کے خطبات وخطابات سے بھی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ دنیا میں سینکڑوں علم ہیں ان کو سمجھنے اور اُن سے فائدہ اٹھانے کی ضرورت ہے۔ سوشل میڈیا اور گوگل سے بھی اس سلسلہ میں فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دعا وقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا سکھا کر مؤمنوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ یہ دعا صرف برائے دعا ہی نہیں کہ منہ سے کہہ دیا کہ اے اللہ! میرے علم میں اضافہ کر اور یہ کہنے سے علم میں اضافے کا عمل شروع ہو جائے گا۔ بلکہ یہ توجہ ہے کہ ہر وقت علم حاصل کرنے کی تلاش میں رہو، علم حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہو۔

اللہ تعالیٰ کے کسی بھی حکم یا دعا پر سب سے زیادہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمل کرتے تھے، اللہ تعالیٰ تو خود آپؐ کو علم سکھانے والا تھا اور قرآن کریم جیسی عظیم الشان کتاب آپ پر نازل فرمائی جس میں کائنات کے سربستہ اور چھپے ہوئے رازوں پر روشنی ڈالی۔ جس کو اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی شاید سمجھ بھی نہ سکتا ہو۔ گزشتہ تاریخ کا علم دیا، آئندہ کی پیش خبریوں سے اطلاع دی لیکن پھر بھی یہ دعا سکھائی کہ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔ ہر انسان کی استعداد کے مطابق علم سیکھنے کا دائرہ ہے اور وہ راز جو آج سے پندرہ سو سال پہلے قرآن کریم نے بتائے آج تحقیق کے بعد دنیا کے علم میں آ رہے ہیں۔

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”آج یہ ذمہ داری ہم احمدیوں پر سب سے زیادہ ہے کہ علم کے حصول کی خاطر زیادہ سے زیادہ محنت کریں، زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔ کیونکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی قرآن کریم کے علوم و معارف دیئے گئے ہیں۔ اور آپؑ کے ماننے والوں کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ میں انہیں علم و معرفت اور دلائل عطا کروں گا۔ تو اس کے لئے کوشش اور علم حاصل کرنے کا شوق اور دعا کہ اے میرے اللہ! اے میرے رب! میرے علم کو بڑھا، بہت ضروری ہے۔ گھر بیٹھے یہ سب علوم و معارف نہیں مل جائیں گے اور پھر اس کے لئے کوئی عمر کی شرط بھی نہیں ہے۔ تو سب سے پہلے تو قرآن کریم کا علم حاصل کرنے کے لئے، دینی علم حاصل کرنے کے لئے ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو بے بہا خزانے مہیا فرمائے ہیں ان کو دیکھنا ہوگا۔ ان کی طرف رجوع کریں، ان کو پڑھیں کیونکہ آپؑ نے ہمیں ہماری سوچوں کے لئے راستے دکھا دیئے ہیں۔ ان پر چل کر ہم دینی علم میں اور قرآن کے علم میں ترقی کر سکتے ہیں اور پھر اسی قرآنی علم سے دنیاوی علم اور تحقیق کے بھی راستے کھل جاتے ہیں۔ اس لئے جماعت کے اندر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھنے کا شوق اور اس سے فائدہ اٹھانے کا شوق نوجوانوں میں بھی اپنی دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ ہونا چاہئے۔ بلکہ جو تحقیق کرنے والے ہیں، بہت سارے طالبِ علم مختلف موضوعات پر ریسرچ کر رہے ہوتے ہیں، وہ جب اپنے دنیاوی علم کو اس دینی علم اور قرآن کریم کے علم کے ساتھ ملائیں گے تو نئے راستے بھی متعیّن ہوں گے، ان کو مختلف نہج پر کام کرنے کے مواقع بھی میسّر آئیں گے جو اُن کے دنیادار پروفیسر ان کو شاید نہ سکھا سکیں۔ اسی طرح جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا کہ بڑی عمر کے لوگوں کو بھی یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ عمر بڑی ہو گئی اب ہم علم حاصل نہیں کر سکتے۔ ان کو بھی اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔“

(خطبہ جمعہ 18 / جون 2004ء)

علم کی نشر واشاعت اور لوگوں کو اس کی تعلیم دینا

سامعین! ہمارے ایمان کا ایک حصّہ علم حاصل کرنا ہے اور ایک حصّہ اُس علم کی نشر واشاعت کرنا اور لوگوں میں اپنے علم کو بانٹنا ہے۔ ایک عالم علم کے متلاشی لوگوں کے لیے ایک رہنما کی طرح ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ

(آل عمران:80)

یعنی کسی بشر کے لئے یہ ممکن نہیں کہ اللہ اُسے کتاب اور حکمت اور نبوت دے پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ اللہ کے علاوہ میری عبادت کرنے والے بن جاؤ۔ بلکہ (وہ تو یہی کہتا ہے کہ) ربّانی ہو جاؤ، بوجہ اس کے کہ تم کتاب پڑھاتے ہو اور بوجہ اس کے کہ تم (اُسے) پڑھتے ہو۔

پھر فرمایا کہ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (المجادلہ:12)

کہ خصوصاً ان کے جن کو علم عطا کیا گیا ہے اور اللہ اُس سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم کی نشر واشاعت کرنا صدقہ ہے۔

(صحیح بخاری)

جیسا کہ خاکسار نے اوپر بھی بیان کیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

"علم وحکمت ایسا خزانہ ہے جو تمام دولتوں سے اشرف ہے۔ دنیا کی تمام دولتوں کو فنا ہے لیکن علم وحکمت کو فنا نہیں۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 161)

انبیاء علیہم السلام نے اپنی دعوت کا ذریعہ علم اور قلم کو بنایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمّت کو سب سے پہلی تعلیم اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ اور عَلَّمَ بِالْقَلَمِ کی صورت میں دی ہے۔ قرآن کا نزول ہوا تو عَلَّمَ بِالْقَلَمِ کے ذریعے تحریری صورت میں محفوظ ہوا، رسول اللہ کی سیرت لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ، قلم کے ذریعے آج ہمارے پاس ایک زندہ سیرت کے طور پر موجود ہے۔ آج قرآن حکیم کے تراجم، قرآن مجید کی تفاسیر، تمام دینی و دنیوی علوم، تمام فنّی اور سائنسی علوم تمام علوم ایجادات واکتشافات اور سائنس و ٹیکنالوجی سب کے سب علوم عَلَّمَ بِالْقَلَمِ کے مظاہر ہیں۔ قرآن اور احادیث کا علم ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف کے روحانی خزائن موجود ہیں ان سب کو دنیا میں پھیلانا، نشر کرنا، ان کی اشاعت کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ پہلے وقتوں میں علم ایک انسان سے دوسرے انسان تک ذاتی طور پر پہنچتا تھا پھر کتب خانے بنے لیکن کتابیں پہنچنے میں بھی وقت لگتا تھا لیکن آج جدید ٹیکنالوجی کے ذریعہ جس میں ہمارا MTA سرِفہرست ہے ہم اسلام کی نشر واشاعت کو بڑی آسانی سے دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک پہنچا سکتے ہیں۔ انٹرنیٹ ہے جس کے ذریعہ ہم علم کو پھیلا سکتے ہیں۔ انٹرنیٹ پر جماعت کے رسائل واخبارات اور مختلف ویب سائٹ ہیں جن میں مشاہدات کی ویب سائٹ بھی شامل ہے کے ذریعہ روحانی علمی مائدے کو دنیا میں پہنچایا جاتا ہے۔ آج کا زمانہ قلم کے ذریعے زندہ ہے اور آج کا دور قلم کے جہاد کا دَور ہے۔ نئی ٹیکنالوجی استعمال کرنے کا دَور ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" پس خدا تعالیٰ نے اس نشر کے اس زمانہ میں جدید طریقے مہیا فرما دیئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے پاس آج کل کے وسائل اور جدید طریقے موجود نہیں تھے۔ اس کے باوجود انہوں نے تبلیغ اسلام کا حق ادا کر دیا۔ آج کل ہمارے پاس یہ طریقے موجود ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کے زمانہ میں یہ مقدّر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی پیشگوئی بھی فرما دی تھی۔ یہ آیت جو ہے یہ پیشگوئی ہے جس کا دوسری جگہ اس طرح ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ (التکویر:11) یعنی جب کتابیں پھیلا دی جائیں گی۔ پس ایک تو یہ زمانہ کتابیں پھیلانے کا ہے جو مسیح موعود کا زمانہ ہے اور اس وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے روحانی خزائن کا ایک بے بہا سمندر ہمارے لئے چھوڑا ہے اور اس کی اشاعت آپ کے زمانے میں ہوئی۔ آپ کے صحابہ نے بھی اس کو پھیلانے میں خوب کردار ادا کیا۔ ہم صحابہ کے واقعات پڑھتے ہیں کہ کسی نہ کسی صحابی نے کوئی کتاب دوسرے شخص کو دی، اس نے پڑھی، اس کے دل پر اثر ہوا اور اس طرح آہستہ آہستہ لوگ احمدیت میں شامل ہوتے چلے گئے اور ایک قربانی کے ساتھ ان لوگوں نے یہ کام کیا جیسا کہ اسلام کے دورِ اوّل میں صحابہ نے کیا تھا اور پھر یہ

لوگ، یہ صحابہ جن کی قسم کھائی گئی ہے، جن کو شہادت کے طور پر پیش کیا گیا ہے خدا تعالیٰ کے پسندیدہ بن گئے اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ والا کردار ادا کیا۔ جس سے یہ لوگ بھی اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے بن گئے۔"

(خطبہ جمعہ 15/ اکتوبر 2010ء)

غیر ضروری (لایعنی) چیزوں سے زبان کی حفاظت کرنا

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا (بنی اسرائیل:54)

یعنی تُو میرے بندوں سے کہہ دے کہ ایسی بات کیا کریں جو سب سے اچھی ہو۔ یقیناً شیطان اُن کے درمیان فساد ڈالتا ہے۔ شیطان بے شک انسان کا کھلا کھلا دشمن ہے۔

سامعین! قرآن کریم میں ایسی باتوں کے کرنے اور بعض باتوں سے رکنے کا ارشاد فرمایا ہے جن کا تعلق زبان سے ہے جیسے آواز کو دھیما رکھنا (لقمان:20)، لوگوں سے نرم لہجہ سے گفتگو کرنا (البقرہ:84)، اپنے بھائیوں کے لئے دُعا کرنا (الممتحنہ:13)، قولِ زور (جھوٹ) سے بچنا (الصف:3-4) بغیر علم کے کوئی بات کرنا (بنی اسرائیل:37)، بہتان تراشی سے پرہیز (النساء:113) لوگوں پر عیب لگانے کی ممانعت (الحجرات:12) غیبت کرنے کی ممانعت (الحجرات:14) وغیرہ وغیرہ۔ ان کے علاوہ بہت سی نیکیوں کی طرف قرآن توجہ دلاتا ہے اور بُرائیوں سے روکتا ہے جن کا تعلق زبان سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور زبان کی صورت میں ایک نعمت بھی عطا کی۔ زبان جانوروں کی بھی ہوتی ہے لیکن وہ اس کو اِس طرح استعمال نہیں کرسکتے جیسے اللہ تعالیٰ نے انسان کو طاقت دی ہے کہ چاہے تو اچھی اور نیک بات کرے اور چاہے تو کوئی بھی فحش اور بُری بات کر کے خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بنے۔ عربی زبان کا ایک مشہور محاورہ ہے: اَللِّسَانُ مَرْكُوْبٌ ذَلُوْلٌ۔ زبان سدھائی ہوئی سواری ہے یعنی اسے درست رکھنا اور سیدھی راہ پر چلانا ہر انسان کے اپنے اختیار میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ وہ اپنی زبان اور شرمگاہ کو (گناہ سے) محفوظ رکھے گا، تو مَیں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔"

(صحیح بخاری:5474)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مؤمن نہ طعن و تشنیع کرنے والا ہوتا ہے، نہ لعنت کرنے والا، نہ بے حیا باتیں کرنے والا اور نہ ہی گالی دینے والا۔"

(ترمذی:1977)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کسی بندے کا ایمان درست نہیں ہوتا جب تک اس کا دل درست نہ ہو، اور اس کا دل درست نہیں ہوتا جب تک اس کی زبان درست نہ ہو۔"

(مسند احمد:12636)

مسروق کہتے ہیں کہ (ایک دن) ہم عبد اللہ بن عمرو کے پاس بیٹھے تھے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ہو رہا تھا) عبد اللہ بن عمرو ہمیں حضورؐ کی باتیں بتا رہے تھے کہ دوران گفتگو عبد اللہ بن عمرو نے کہا کہ حضورؐ کی زبان پر کبھی کوئی ایسی بات نہیں آتی تھی جو ناپسندیدہ ہو۔ کبھی کوئی فحش کلمہ کوئی بے حیائی کی بات ہم نے حضورؐ کی زبان سے نہیں سنی اور حضورؐ کو ایسی عادت نہ تھی نہ حضورؐ تکلفاً کوئی ایسی بات کرتے تھے بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سے بہتر انسان وہ ہے جو تم میں سے اپنے اخلاق میں سب سے اچھا ہو۔

(بخاری کتاب الادب باب حسن الخلق)

زبان کے درست استعمال سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ اللہ اور آخرت پر ایمان کا ایک مظہر یہ ہے کہ انسان خیر کی بات کرے۔ بخاری اور مسلم کی ایک متفق علیہ روایت کے مطابق رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو اللہ اور آخرت پر یقین رکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ زبان سے اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"زبان وجود کی ڈیوڑھی ہے اور زبان کو پاک کرنے سے گویا خدا تعالیٰ، وجود کی ڈیوڑھی میں آجاتا ہے۔ جب خدا، ڈیوڑھی میں آگیا تو پھر اندر آنا کیا تعجّب ہے؟"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 245-246 ایڈیشن 1984ء)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نوجوان نسل کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ایک احمدی کی زبان ہمیشہ پاک اور صاف ہونی چاہیے۔ کیونکہ گالی آنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ آپ جھوٹ بول رہے ہیں آپ کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ اپنی بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے جس کی وجہ سے غصہ میں آکر گالی گلوچ شروع کر دی۔ اس لیے یہ گھٹیا طریق ہے جو کبھی بھی کسی احمدی کو اختیار نہیں کرنا چاہیے اور نوجوانوں کو، بچوں کو خاص طور پر جو نوجوانی کی عمر میں داخل ہو رہے ہیں اس طرف خاص توجہ دینی چاہیے۔ اور ہر احمدی خادم کو اختلاف کی صورت میں، کسی اونچ پنچ کی صورت میں کبھی غلط بات منہ پر نہیں لانی۔ کسی قسم کی گالی اور غلیظ بات اس کے منہ سے نہیں نکلنی چاہیے۔"

(مشعل راہ، جلد پنجم، حصہ دوم، صفحہ 110)

حضور انور مزید فرماتے ہیں۔

"زبان ایک ایسی چیز ہے جس کا اچھا استعمال سب کو آپ کا گرویدہ بنا سکتا ہے اور اس کا غلط استعمال دوست کو بھی دشمن بنا سکتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ 20/ اگست 2004ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(بتعاون: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

✿✿✿✿